Dareecha-e-Tahqeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 5, Issue 3
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

ڈاکٹر محمد اسماعیل
لیکچرار شعبہ اردو عمالہ کالج راولپنڈی
ڈاکٹر وجیہہ شاہین
اسسٹنٹ پروفیسر قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی۔ گلگت بلتستان

"آئینہ ایّام" میں طنز و مزاح کے رنگ

Dr. Muhammad Ismail Joyia
Lecturer, Department of Urdu, Emalah College, Rawalpindi
Dr. Wajeeha Shaheen
Assistant Professor Karakoram International University, Gilgit-Baltistan

The Satirical And Humorous Elements In 'Aaina-E-Aiyam'

This book is written by Colonel Ghulam Sarwar. He did his master in English. His book “Aiena Ayyam” is published by National Book Foundation Karachi in 1981. It is consisted on 386 pages. Basically his book is a ‘‘Abab Bitti” of the Colonel himself. But the obstruct is dadicated by Colonel to his ‘‘Kashif Mittho”.In this book he presented the conditions of his teachers, pupils and home. He wrote a very unique and polite humor. He also described the incidents of his life in this book in a very humorous way even that he did not left his interest. He wrote very beautiful humor and irony. So, this book is consisted on happinesses interesting incidents and beautiful meetings on Cononel Sarwar humour and irroge.

Keywords: humour and irroge, Colonel, irony, Aaina-e-Aiyam, Kashif Mittho

کرنل غلام سرور کی کتاب ’’آئینہ ایام‘‘ ۱۹۸۱ء میں نیشنل بک فاؤنڈیشن کراچی والوں نے شائع کی۔ یہ کتاب کل ۳۸۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا انتساب کرنل صاحب نے اپنے نواسے ’’کاشف عرف مٹھو‘‘ کے نام کیا ہے۔ بنیادی طور پر یہ کتاب کرنل صاحب کی آپ بیتی ہے۔ جس کو کرنل صاحب نے نہایت رنگین اور دلکش اسلوب میں بیان کیا ہے۔ وہ اپنی ذات اور کتاب کے اصل موضوع کے متعلق کتاب کے ابتدائی صفحات پر ایک جگہ یوں رقم طراز ہیں:

’’’’آئینہ ایام‘‘ بنیادی طور پر میری ذات کے ارد گرد گھومتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ اپنے معاشرے کی سچی تصویر بھی پیش کرتی ہے۔ یہ کہانی پچاس سالہ کینوس پر محیط ہے۔ آپ اس میں ان قدروں کی جھلک دیکھ سکتے ہیں۔ جواب تیزی سے مٹتی جا رہی ہیں۔ اور ان قدروں کا دھندلا سا خاکہ بھی آپ کو دکھائی دے گا جو اب صفحہ قرطاس پر نمودار ہو رہی ہیں۔ مٹنے والی تہذیب اور ابھرنے والی تہذیب کا تقابلی مطالعہ ہی ’’آئینہ ایام‘‘ کا اصل موضوع ہے۔‘‘(1)

اردو کے نامور ادیب، شاعر اور نثر نگار جناب احمد ندیم قاسمی نے بھی ’’پیش کلام‘‘ کے عنوان سے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر جمیل جالبی، ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، محمد علی صدیقی اور ریاض فرشوری نے بھی اپنی اپنی قیمتی آرا کا ذکر بڑے منفرد اور دلچسپ انداز سے کیا ہے۔

کرنل صاحب نے اپنی پیدائش کا ذکر نہایت سادہ اور شگفتہ انداز میں کیا۔ جس میں مبالغہ آرائی کی بھی جھلک نظر آتی مگر مزاح کا پہلو قدرے بھاری دکھائی دیتا ہے۔ یوں رقم طراز ہیں:

''پھر اللہ نے اپنا خصوصی فضل و کرم فرمایا اور بزرگ کی بشارت کے مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۲۹ کی رات میرے والدین کے ہاں ایک ''چاند سا مکھڑا'' تشریف فرما ہوا آپ سمجھ گئے ہوں گے میں اپنی ''شان نزول کی بات کر رہا ہوں، خیال رہے کہ میں نے ''چاند کا مکھڑا'' واوین میں لکھا ہے کہیں آپ سچ مچ ہمیں چاند کا ہم سر ہی نہ سمجھ لیں۔''(2)

کرنل صاحب نے انگریزی میں ماسٹر کیا تھا وہ انگریزی شوق سے بولتے اور لکھتے تھے، ایک جگہ کسی کالج میں کرنل صاحب کو بطور مہمان خصوصی بلایا گیا۔ جب کرنل صاحب اپنی تقریر کرنے لگے تو بچوں نے شور کیا کہ تقریر اردو میں ہونی چاہیے پرنسپل صاحب نے کرنل صاحب کو بتایا کہ سر اب آپ کو تقریر صرف اردو میں ہی کرنی پڑے گی۔ اس وقع پر کرنل صاحب نے صفت تضاد اور لفظی مزاح کے سہارے مزاح کشید کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا میرے محترم آپ گھبرایئے نہیں میں خالص پاکستانی ہوں دیسی انگریز نہیں اردو بھی بول سکتا ہوں، اگر میرے اردو بولنے سے طالب علموں کے دل مضطر کو قرار مل سکتا ہے تو لیجئے ہم حاضر ہیں۔''(3)

''آئینہ ایام'' میں کرنل صاحب نے اپنے اساتذہ، اپنے شاگردوں اور اپنے گھریلو حالات کو نہایت چلبلے انداز میں بیان کیا ہے۔ فوج میں بھرتی ہونے سے پہلے آپ شعبہ درس وتدریس سے وابستہ تھے۔ اور آپ اپنا سارا وقت نہایت ایمانداری اور دلجمعی سے طلبا اور سکول کو دیتے تھے تاکہ ہمارے طلبہ کی صلاحیتوں کو بہتر سے بہتر انداز میں اجاگر کیا جاسکے۔ وہ لکھنے پڑھنے میں عار نہیں محسوس کرتے تھے اگر کسی بات کی سمجھ نہ آتی تو وہ اساتذہ کے پاس چلے جاتے آپ جس سکول میں پڑھاتے تھے وہاں آپ کو بہت اچھے لفظوں سے یاد کیا جاتا تھا۔ ساتھ والے اساتذہ اور طلبہ آپ سے یکساں محبت کرتے تھے۔ آپ بچوں کو سکول ٹائم کے بعد سکول میں یا پھر بچوں کے گھروں میں مفت پڑھانے چلے جاتے ایک جگہ پر کرنل صاحب اپنے ایک دوست ارشد جن سے آپ نے بہت کچھ سیکھا۔ جو کرنل صاحب کے لیے استاد کا درجہ بھی رکھتے تھے ان کے حوالے سے ایک واقعہ سے یوں مزاح کا تانا بانا بنا ہے۔ آپ بڑے شگفتہ مزاح تھے اس لیے آپ کی تحریروں میں آپ کو شگفتگی کے کھلتے ہوئے پھول نظر آئیں گے۔ واقعہ یوں لکھتے ہیں:

''پروگرام کے مطابق میں سر شام راشد صاحب کے گھر پہنچ جایا کرتا۔ ایک دن میں مقررہ وقت سے کچھ آدھ گھنٹہ پہلے وہاں جا پہنچا۔ اس وقت تک مجھے راشد صاحب کی نازکت مزاجی کا زیادہ علم نہ تھا۔ میں نے سوچا آج ذرا زیادہ دیر بیٹھیں گے خوب گپ ہو گئی میں نے دستک دی۔ تو بھابھی صاحبہ نے میرا استقبال کرتے ہوئے بتایا کہ راشد صاحب سر دست نیہاں مل سکیں وہ ''قیلولہ'' فرمارہے ہیں۔ ''قیلولہ'' کا لفظ مجھے عجیب سا لگا مجھے اس کا مطلب نہیں آتا تھا۔ میں دبے پاؤں لوٹ آیا۔ ڈکشنری میں اس کا مطلب دیکھا تو میری ہنسی رکنے کا نام نہ لیتی تھی میں نے سوچا یہ ''قیلولہ'' تو ہمارا پکا دوست ہے یہ تو ہمارے سنگ سنگ چلتا ہے۔''(۴)

کرنل صاحب نے اپنی اسی آپ بیتی میں زندگی میں پیش آنے والے مختلف واقعات اور حادثات کو انتہائی سادہ اور مزاحیہ انداز میں لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ وہ اپنے تجربات اور مشاہدات کو دراصل دوسرے لوگوں کے ساتھ شیئر کرنا چاہتے تھے تاکہ اسی راستے پر نئے آنے والے لوگ اپنی زندگی کو پرخار راستوں سے بچا کر ایسے گل وگلزار سے گزرا جہاں وہ زندگی کی تمام خوشیوں اور آسائشیں حاصل کر سکیں۔ اپنے تجربات کو بیان کرنے کے لیے کرنل صاحب نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ بہت ہی آسان اور دلچسپ ہے۔ آپ کی اس تحریر کے متعلق ڈاکٹر فرمان فتح پوری اپنی رائے کا اظہار یوں کرتے ہیں:

''''آئینہ ایام'' کا بنیادی وصف یہ ہے کہ جب اسے کرنل غلام سرور کے آئینہ گفتار میں رکھ کر دیکھئے تو یہ محض خود نوشت نہیں رہتی بلکہ سادہ پرکار لہجہ کی

غزل کاایساساز بن جاتی ہے کہ عمر رفتہ کو آواز دینے کو جی چاہتا ہے ان کے قلم میں بلا کا جادو ہے وہ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں خواہ اس'' [5]

ہر عسکری ادیب نے دیگر واقعات اور اپنی بچپن کی یادوں کے دلفریب لمحات کے ساتھ ساتھ فوجی ٹریننگ اور پیشہ ورانہ تربیت کو ضرور موضوع بحث بنایا ہے۔ فوج میں ٹریننگ کے ایام ایسے گزرتے ہیں جن کو انسان کبھی نہیں بھلا پاتا۔ لیکن بیان کرنے کا انداز ہر فوجی ادیب کا جدا جدا ہے۔ کرنل صاحب نے اپنے ایک استاد کو مزاح کا نشانہ بنایا ہے جو ایک سکھ پلاٹون کو ٹریننگ دینے کے دوران انگریزی کاشن کا پنجابی میں ترجمہ کرتا ہے جو نہایت مزاحیہ ہے انداز دیکھیں:

''اعجاز صاحب ایک سکھ پلاٹون کو پریڈ کرا رہے ہیں اور کچھ اس انداز میں کاشن دے رہے تھے۔ خالصہ سوکھا(Stand at ease) خالصہ اوکھا(Attention)خالصہ بھمبھری(About turn)اسی طرح دوسرے تمام کاشنوں کا بھی انہوں نے بڑے مزیدار ترجمہ کر رکھا تھا۔ اعجاز صاحب کی اداکاری اتنی نیچرل تھی کہ دیکھنے والے عش عش کر اٹھے'' [6]

کرنل صاحب نے اپنی اس کتاب میں اپنے گاؤں کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور اپنے سکول کا بھی اپنے دوستوں کو بھی موضوع بحث بنایا ہے۔ اور اپنی دھرتی کے مختلف رنگوں کو بھی، مختلف شہروں کا بھی ذکر کیا ہے اور اداروں کا بھی، مگر سب کا ذکر اس انداز سے کرتے ہیں کہ کسی جگہ بھی بوجھل پن یا بوریت محسوس نہیں ہوتی بلکہ سادہ اسلوب اور شگفتہ انداز تحریر ملتا ہے۔ ایک جگہ پر ڈاکٹر طاہرہ سرور اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتی ہیں کہ :

''کرنل غلام سرور کا اسلوب بیان نہ صرف رواں ہے بلکہ شگفتہ بھی ہے۔ وہ پڑھنے والے کو کہیں بھی اکتانے نہیں دیتے۔'' [7]

بریگیڈیئر عنایت الرحمن صدیقی نے بھی اپنی کتاب ''ارباب سیف و قلم'' میں کرنل صاحب کے اسلوب کی کچھ ان الفاظ میں تعریف کی ہے کہ :

''کرنل سرور کا انداز تحریر ہلکا پھلکا اور شگفتہ ہے۔'' [8]

کرنل صاحب نے اپنی اس کتاب میں اپنے بہت سے دوستوں کا ذکر کیا ہے بلکہ کتاب کے آخر میں تو انہوں نے اپنے یاروں کے خاکے پیش کئے ہیں اور بھی دل کھول کر۔ جس میں آپ کے فوجی یار بھی ہیں اور سول بھی۔ کرنل صاحب کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ عسکری ہونے کے باوجود اپنے آپ کو عسکری رنگ میں نہ پیش کر سکے ان کی کتاب میں بار بار ہمیں فوجیوں کے ساتھ واسطہ نہیں پڑتا بلکہ ان کے کالج، سکول اور بچپن کے یار بیلی نظر آتے ہیں۔ جیسے فوجی ادیب ہمیں پوری کتاب میں فوجیوں کو سلیوٹ کرتے نظر آتے کرنل غلام سرور نے اسطرح نہیں کیا۔ انہوں نے زیادہ تر سماجی، معاشی، مذہبی اور تہذیبی زندگی کو ایک دلکش انداز سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ کرنل صاحب کے ہاں ہمیں مزاح کے دیگر حربوں کے ساتھ لفظ کو اپنی اصلی شکل میں استعمال کرنے کے بجائے پنجابی انداز میں پیش کر کے مزاح پیدا کرنے کی عمدہ کوشش کی گئی ہے جیسا کہ ایک جگہ پہ دیکھیں:

''عرض کیا سر آپ قوم کی انگریزی ٹھیک کرانے کا کام اس شخص کو سونپ رہے ہیں جو خود زندگی بھری صحیح انشا نہیں لکھ سکا ہے۔ بریگیڈیئر صاحب یہ سن کر بہت محظوظ ہوئے۔ کہنے لگے ٹھیک کہتے ہو مگر جو شخص مدیر اعلیٰ (ان کا اشارہ اپنی ذات کی طرف تھا) کے ڈرافٹ اتنی عمدگی سے ٹھیک کرتا ہو اس کی غلط انگریزی بھی ہمیں ''منجور'' ہے۔ اسطرح بات قہقہوں کی نذر ہو گئی۔'' [9]

کرنل صاحب اپنی تحریروں میں شائستگی کا دامن نہیں چھوڑتے مگر پھر بھی کہیں کہیں تحریر میں تعریض و تنقیص کا تاثر پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ وہ اپنے دوستوں، سیاست دانوں اور گلی سے گزرنے والے عام لوگوں کا تذکرہ کرتے ہیں تو مزاح کے ساتھ ساتھ طنز و تعریض پیدا ہوتا ہے۔ کرنل صاحب نے زمانے کے باضابطگیوں، معاشرے کی کج رویوں کو نہایت ہی شاندار اور طنز و مزاح کے آئینے میں ڈھال کر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ جھوٹ، دھوکہ دہی، ملاوٹ، بداخلاقی اور بے راہ روی کو ایک نئے انداز سے بتانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو پتہ بھی چل جائے مگر کسی کی دل آزاری بھی نہ ہو ایک جگہ پر الٹے نام و لفظ کی ''لوٹے'' کی تکرار سے یوں اپنی تحریر کو طنز و مزاح کا نشانہ بناتے ہیں:

''ادھر ڈاکٹر عالم عرف ''لوٹا'' کی بھی سنیئے موصوف بے تاب بیٹھے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی حیثیت تھالی کے بینگن سے کچھ زیادہ ہر گز نہ تھی۔ جس راستے سے

گزرتے لوگ لوٹے ہاتھوں میں لیے ان کا شاندار استقبال کرتے، منچلے نوجوان لوٹوں کو آپس میں ٹکرا کر، جل ترنگ کا سماں پیدا کرتے۔ ڈاکٹر صاحب تھے بڑے سخت جان، اس صورت حال سے پریشان ہونے کی بجائے وہ محظوظ ہوتے "یار چھانویں بھسن" کی ڈاکٹر لوٹا منہ بولتی تفسیر تھے"(10)

کرنل صاحب کی اس خود نوشت میں کرنل صاحب کی پوری زندگی جھلکتی دکھائی دیتی ہے۔ آپ کی زندگی کے سارے نشیب و فراز ہمیں اس کتاب میں ہنستے مسکراتے نظر آتے ہیں۔ انہوں نے اپنے ابتدائی ایام سے لیکر جوانی اور پھر بڑھاپے تک کے تمام دلچسپ اور دل فراش واقعات کو نہایت کمال اور ہنر مندی سے قلم بند کی اہے۔ آپ کی تحریر میں روانی و رنگینی بدرجہ اتم موجود دکھائی دیتی ہے۔ آپ کی کتاب کے بارے میں ڈاکٹر جمیل جالبی اپنی رائے کا اظہار کچھ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"کرنل غلام سرور نے "آئینہ ایام" میں اپنی زندگی کو موضوع بنا کر ایک ایسا ناول لکھا ہے جو دلچسپ بھی ہے اور رنگا رنگ بھی اس کی عبارت ایسی رواں ہے جیسے اونچے پہاڑ کی ڈھلوان سے بہنے والا چشمہ۔"(11)

بعض لوگوں کے اُلٹے نام اس قدر بے ڈھنگے اور ہتک آمیز ہوتے ہیں جب بھی لوگ ان کو اُلٹے نام سے پکارتے ہیں وہ لڑائی تک پہنچ جاتے ہیں۔ کرنل صاحب لکھتے ہیں کہ ہمیں کالج کے زمانے میں فارسی کا مضمون تلوک چند محروم پڑھایا کرتے تھے ان کا تبادلہ ہو گیا اور ان کی جگہ پروفیسر امام الدین آ گئے۔ کرنل صاحب نے نہایت چلبلے انداز میں پروفیسر امام الدین کی شخصیت کو طنز کا نشانہ بنایا ہے۔ گو کہ کرنل صاحب کی پوری کتاب میں ہمیں شگفتگی اور شائستگی کی ایک لہر دکھائی دیتی ہیں مگر کہیں کہیں طنز، تضحیک اور تعریض کے ہلکے چھینٹے بھی نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ ایک جگہ پروفیسر امام الدین کی شخصیت کو یوں پیش کیا ہے:

"امام الدین صاحب کو قدرت کی جانب سے سفید رند عطا ہوا تھا اور اسی حوالے سے انہیں بیضہ (انڈہ) کے نام سے پکارا جاتا تھا، بیضہ صاحب کو اس نام سے چڑ تھی۔ مگر تھے وہ بالکل بے بس جدھر سے گزرتے پیچھے سے لڑکے بیضہ، بیضہ کی گردان شروع کر دیتے۔ یہ حضرات کالج میں سلیکشن کمیٹی کے چیئرمین تھے اور ہر نئے طالب علم کا ان سے پالا پڑتا تھا۔ نو واردوں کو پرانے "گھاگ" بہلا پھسلا کر بیضہ صاحب کے کمرے میں جھونک دیتے، جو موصوف کو ان کے منہ پر بیضہ صاحب کہہ کر پکارتے پھر ان کی جو درگت بنتی وہ آپ خود سمجھ سکتے ہیں۔"(12)

لفظی ادل بدل، الٹے ناموں، طنز و تضحیک، بزلہ سنجی اور کرداری مزاح کے ساتھ ساتھ واقعاتی مزاح کی بہت عمدہ مثالیں ملتی ہیں۔ کرنل صاحب نے اپنی خود نوشت میں بہت سے ایسے واقعات بیان کئے ہیں جن میں شگفتہ مزاح کی واضح جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں۔ کرنل صاحب کی پوری آپ بیتی رنگا رنگ داقعات کا حسین مرقع ہے۔ ایک جگہ پر وہ اپنے ایک ساتھی جان صاحب کا ایک واقع پیش کرتے ہیں۔ جس میں مزاح کا اچھوتا اور نادر نمونہ دکھائی دیتا ہے۔ کرنل صاحب کا انداز تحریر دیکھیں:

"ایک اور واقعہ اس سے ملتا جلتا۔ جان صاحب اگلی بار سرائے عالم گیر میں سپریٹنڈنٹ امتحان مقرر ہوئے شام کے وقت وہ نہر کے کنارے سیر کرتے ہوئے پائے گئے، آگے آگے انکا چپڑاسی سر پر خفیہ صدوق اٹھائے چلا جا رہا تھا۔ استفسار پر پتہ چلا کہ کس میں امتحانی پرچے بند ہیں۔ جان صاحب کی خبطی طبیعت کو یہ گوارہ نہیں کہ وہ ان پرچوں کو تنہا چھوڑ کر خود سیر کے لیے نکل پڑیں۔ انہوں نے آسان راستہ تلاش کر لیا خود بھی سیر کرو، چپڑاسی اور پرچوں کو بھی سیر کراؤ۔ آخر سربراہ کو اتنا خیال تو ہونا چاہیے۔"(13)

کرنل صاحب کے ہاں پائی جانے والی طنز کڑوی اور کسیلی نہیں بلکہ تازہ اور شائستہ ہے وہ تیکھے چبھتے ہوئے لفظ استعمال نہیں کرتے بلکہ نرم، سادہ، دلچسپ اور رواں اسلوب اختیار کرتے ہیں۔ بنیادی دور پر کرنل صاحب ظریفانہ طبعی کا دامن ہاتھ سے کبھی نہ چھوڑتے ایک جگہ وہ اپنے دوستوں انور اور امجد کو یوں طنز کا نشانہ بناتے ہیں:

"راجہ انور کی کمپارٹمنٹ آئی، امجد صاف گول۔ راجہ صاحب نے ادھوری کوشش میں کمپارٹمنٹ کا معرکہ سر کر لیا۔ البتہ ملک صاحب نے دھیرے دھیرے

ہی بی۔اے کا امتحان پاس کیا یعنی ٹھیک آٹھویں کوشش کی کبھی ملک امجد پر خانہ لکھنے کا موقع ملا تو اس گنجے کے تمام راز فاش کردوں گا۔ موصوف تقریباً ''فارغ البال'' ہیں۔''(14)

اس کتاب میں شامل تمام موضوعات زندگی کے بہت قریب ہیں اور اس کے کردار ہمیں اپنے آس پاس چلتے دکھائی دیتے ہیں۔ کرنل صاحب نے مختلف اشعار اور محاوروں کا استعمال بھی منفرد انداز میں کرکے اپنے اسلوب کو پرکشش اور معیاری بنانے کی کوشش کی ہے۔ کرنل صاحب کی اس، سچی، اچھی اور کھری آپ بیتی کے متعلق احمد ندیم قاسمی اپنی رائے کا اظہار یوں کرتے ہیں:

''کرنل سرور کا اسلوب بیان نہ صرف رواں ہے بلکہ شگفتہ بھی ہے۔ وہ پڑھنے والے کو کہیں بھی اکتانے نہیں دیتے اور پھلجڑیاں سی چھوڑتے چلے جاتے ہیں۔ بے شک ایسے مقامات بھی آئے ہیں جہاں مصنف کے مزاح کا معیار زیادہ اونچا نہیں ہو پاتا، مگر ان کی یہی خوبی کیا کم ہے شروع سے آخر تک ان کے لبوں پر مسکراہٹ رہی ہے۔ آزمائشوں میں سے گزرتے ہوئے بھی ان کی مسکراہٹ نہیں بجھ سکی اور اس مستقل مسکراہٹ پر وہی شخص قادر ہو سکتا ہے جسے زندگی سے پیار ہو۔ اور اپنی توانائیوں پر اعتماد بھی۔ اتنی، سلیس، سادہ، سچی اور کھری آپ بیتی لکھنے پر میں کرنل سرور کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔(15)

''آئینہ ایام'' کرنل صاحب کی خوشگوار یادوں، دلچسپ باتوں اور رنگارنگ ملاقاتوں پر مبنی ایک خوبصورت اور مزاحیہ کتاب ہے۔ جس کو جب بھی اور جدھر سے بھی کھول کر پڑھیں آپ کو خاص فکر اور احساس کی خوشبو آئے گی۔ اس کتاب میں کرنل صاحب کے بچپن، لڑکپن، جوانی اور بڑھاپے کے سارے رنگ رقص کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ آپ نے واقعات کو اتنی روانی اور سادگی سے مزاح کے قلب میں ڈھالا ہے کہ قاری مزے لے لے کر اول سے لیکر آخر تک پڑھتا چلا جاتا ہے۔ اس کتاب میں ظرافت کے جگنو اتنے اچھے انداز سے ٹمٹماتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر دل خوش ہو جاتا ہے۔ کرنل صاحب نے اپنے عزیز و اقارب، اپنی بیوی بچوں، اپنے کلاس فیلو، اپنے بچپن کے دوستوں، سکول اور کالج کے اساتذہ اور اپنے ساتھ کے فوجی آفیسروں کا ذکر نہایت فنکاری اور ہنرمندی سے کیا ہے۔ کرنل صاحب نے پوری آپ بیتی میں طنز و مزاح کے پرچم کو بلند رکھا ہے۔ آپ کی سب سے بڑی خوبی صاف گوئی اور جھوٹ سے اجتناب ہے وہ جن راستوں سے گزرتے ہیں ان کو بالکل اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ یعنی وہ اپنی ذات کے حوالے سے کسی جگہ مبالغہ آرائی سے کام نہیں لیتے اور نہ ہی جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ اور یہی خوبی کسی خود نوشت کو دوسروں سے ممتاز کرتی ہے۔ کرنل صاحب اپنے طنزیہ مزاحیہ اسلوب کی وجہ سے افواج پاکستان میں ایک معتبر حوالے کے طور پر جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ غلام سرو، کرنل، ''نیشنل بک فاؤنڈیشن''، کراچی، ۱۹۸۱ء، پیش لفظ

۲۔ ایضاً، ص ۳

۳۔ ایضاً، ص ۳۰۸

۴۔ ایضاً، ص ۲۳۱

۵۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، مشمولہ، ''آئینہ ایام''، کرنل غلام سرور، نیشنل بک فاؤنڈیشن کراچی، ۱۹۸۱ء، چند مشاہیر کی آرا

۶۔ غلام سرو، کرنل، ''نیشنل بک فاؤنڈیشن''، کراچی، ۱۹۸۱ء، ص ۱۱۹

۷۔ طاہرہ سرور، ڈاکٹر، ''عساکر پاکستان کی ادبی خدمات اردو نثر میں'' ، اکادمیات لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۲۲۵

۸۔ عنایت الرحمن، صدیقی، ''اربابِ سیف قلم''، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۹۷ء، ص ۲۰۴

۹۔ غلام سرو، کرنل، ''نیشنل بک فاؤنڈیشن''، کراچی، ۱۹۸۱ء، ص ۳۰۰

۱۰۔ ایضاً، ص ۸۱

۱۱۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، مشمولہ، ''آئینہ ایام''، کرنل غلام سرور، نیشنل بک فاؤنڈیشن کراچی، ۱۹۸۱ئ، چند مشاہیر کی آرا

۱۲۔ غلام سرو، کرنل، ''نیشنل بک فاؤنڈیشن''، کراچی، ۱۹۸۱ء، ص ۹۵

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۶۵

۱۴۔ ایضاً ص ۱۰۹

۱۵۔ احمد ندیم قاسمی، مشمولہ، ''آئینہ ایام''کرنل غلام سرور، نیشنل بیک فاؤنڈیشن کراچی، ۱۹۸۱، پیش لفظ